Al-Azhār

ISSN (Print): 2519-6707

Volume 7, Issue 2(July- December, 2021)

Issue:http: http: //www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/17
URL: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/279
Article DOI: https://doi.org/10.46896/alazhr.v7i02.279

Title Islam and imprisonment

Author (s): Abdul Jalil, Dr.Mubarak Shah

Received on: 29 July, 2021
Accepted on: 29 November, 2021
Published on: 25 December, 2021

Citation: Abdul Jalil, Dr.Mubarak Shah
“"Islam and imprisonment,
Al-Azhār: 7no, 2 (2021):428-440

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

اسلام اور سزائے حبس

Islam and imprisonment

عبدالجلیل*

ڈاکٹر سید مبارک شاہ**

Abstract:

Islam is a complete code of life. It provides widespread guidelines for human beings to live with peace and prosperity in this world and hereafter. It specified the legitimate talks and actions and crimes in a way that when someone performs a work in line with instructions of Islam, it is considered legitimate and he is rewarded according to his endeavors and if he takes a step against the directions of Islam, he becomes liable for punishment for his crime and evil deeds. Therefore, Islam declared a comprehensive system of sentences and penalties to prohibit evil talks and actions.

There are three types of punishment; Had, which is fixed by Allah and a human being/ruler has only the power of its issuance. Qisas is also the punishment like Had which is fixed by Allah about crimes regarding physical bodies of human beings while Tazeer is the penalty which is at the discretion of a ruler.

Imprisonment is the penalty of Tazeer and a ruler can order about it according to the type of crime and criminal which is endorsed by Quran, Sunnah and the consensus of Ummah such as prophet Hazrat Muhammad (PBUH) and caliphates ordered regarding it on different crimes like Samama bin Asal tied up with a pillar of Masjid-e-Nabwi and Hazrat Umar(RA) purchased a home from Safwan bin Umayya(RA) for four thousand dirhams and declared it a prison. Moreover, Hazrat Ali(RA) built special prisons for criminals named Nafi an Makhyas etc.

The people are commonly imprisoned for two purposes according to the rules of Islam; One, to take him to prison so as to ascertain the reality of the blame which has been leveled against him and second is to propose this imprisonment as punishment for the personal reform of an individual and for the collective interest of the society. As a punishment, it has two types also; one is to imprison a criminal for a specific time and second is to order for a life time imprisonment which is finished on his repentance some time and more commonly on his death.

So, it is verified that Islam not only allows imprisonment but it also provides the basic rules and regulations for it for the personal reform of individuals and also to keep the society safe and sound from crimes and criminals and to provide human beings with an environment where they can live with peace and prosperity.

Kew words; *legitimate, crimes, punishment, Had, Qisas, Tazeer, Quran, Sunnah, consensus, criminals, imprisonment, collective interest.*

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی اف پشاور

** ایسوسی ایٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی اف پشاور

اللہ تعالی نے انسانیت کی تخلیق کے بعد نظام زندگی گزارنے کے لئے اسلام جیسے کامل دین سے نوازا اور پھر انسان کو اسلامی تعلیمات کے سمجھانے کے لئے انبیاء کرام اور رسولوں کا سلسلہ جاری فرمایا اور انسان کی خیر وشر کے علم سے بخوبی اگاہ کیا، عقل کی نعمت سے عطا فرمائی تا کہ وہ ان اسلامی تعلیمات کو سمجھ سکیں کہ وہ اپنی جائز ضروریات کس طرح پورا کرے گا اور کون سی چیزیں ممنوع ہے جن سے پرہیز کرنا لازمی ہے۔

انسان کی اسی شعور کو دوام بخشنے کے لئے مختلف قسم کے عبادات کا حکم فرمایا تا کہ انہی پر عمل کرکے انسان کی فکری اور قلبی اصلاح ہونے کے ساتھ اس کے دل میں اللہ تعالی کا خوف پیدا ہو تا کہ وہ خلوت وجلوت میں اللہ تعالی کی نافرمانی سے محفوظ رہے یہی وجہ ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے اسی انسانی فکر و عملی اصلاح کے لئے نبوت ملنے کے بعد مکہ میں تیرہ سال کا طویل عرصہ گزارا۔

اسلام تعلیمات کا مجوزہ فکر انسان کو معاصی سے محفوظ رکھتا ہے بلکہ اچھے اعمال پر انعام وبہترین جزاء کا مستحق ٹھہرے گا تاہم اگر زندگی میں انسان اسلامی تعلیمات کو چھوڑ سے کہیں جرم کا ارتکاب کرے تو اس کی اصلاح کے لئے سزا کا نظام حرکت میں آتا ہے بلکہ عالی ہمت وخوف خدا رکھنے والے ہستیاں جرم کے اتکاب پر خود کو مجرم تصور کرکے خود کو سزا کا مستحق گردانتا ہے یہی وجہ حضرت غامدیہ نے جرم کے بعد خود کو آپ ﷺ کے سامنے پیش کیا اور درخواست کی کہ یارسول اللہ مجھ پر حد جاری فرماتا[1] جبکہ بعض اوقات اگر انسان جرم سے باز نہیں آتا تو اسلامی قانون اس کے خلاف حرکت میں آتا ہے اور اس کے لئے قانونی طور پر سزا تجویز کرتا ہے۔

بنیادی طور پر شریعت اسلام کی مجوزہ سزائیں حد، قصاص اور تعزیرات ہیں۔ حد اور قصاص تو وہ سزائیں ہیں جن میں کسی حکمران کو کمی بیشی کی کوئی گنجائش نہیں جس طرح اللہ تعالی نے اس کی حد بندی کی ہے، حکمران اسی انداز میں فقط نافذ ہی کر سکتا ہے۔ جہاں تک تعزیری سزائیں ہیں شریعت نے یہ سزائیں حکمران کی صوابدید پر چھوڑ دی ہے کہ حکمران جرم اور مجرم کی نوعیت اور انداز کو دیکھ کوئی موافق سزا تجویز کرے۔

جیل یا حبس یا سزائے بصورت حبس یہ انہی تعزیری سزاؤوں میں سے ایک ہے جس کا تعارف، اسلام میں اس کی مشروعیت، اقسام اور اس سے متعلق ضروری امور قلمبند کئے جاتے ہیں۔

سزاء بصورت حبس کا تعارف

اسلام میں سزا بصورت حبس کے لئے دو اصطلاحات استعمال ہوئے ہیں؛ سجن اور حبس

سجن کا معنی مکان الحبس (قید یا بند کرنے کی جگہ) ہے، اس کی جمع سجون ہے[2]۔ اردو ادب میں "سجن" کا معنی قید خانہ سے کیا جاتا ہے، اسی مادہ سے دوسرے اصطلاحات یوں استعمال ہوتے ہیں؛ سجین بمعنی قیدی، قید خانہ، مسجون بمعنی قیدی[3]۔ اسی طرح "حبس" کا معنی بھی قید خانہ ہے جس کی جمع حبوس اور محابس آتا ہے[4]۔ ان دونوں حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ "سجن" اور "حبس" دونوں آپس میں مترادف الفاظ ہیں یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید او احادیث مبارکہ میں ان دنوں کے استعمال میں کوئی فرق نہیں کیا ہے کیونکہ دونوں میں یہ معنی مشترک ہے کہ "روکنا، منع کرنا"[5]۔

سجن (جیل) کی اصطلاحی تعریف

جیل کی اصطلاحی تعریف میں علامہ ابن القیم لکھتے ہیں کہ " اس سے مراد کسی شخص کو ذاتی تصرف کرنے سے روکنا یا بند کرنا ہے چاہے گھر میں ہو یا مسجد میں"[6]۔

اسی طرح جیل کی تعریف علامہ کاسانی نے ان الفاظ میں کیا ہے "جو آدمی جبس میں ہوتا ہے اس کو اپنی مصروفیات، مہمات، اجتماعات، خوشی کے محفلوں، جنازوں میں شرکت، عیادت مریض، ملاقات اور مہمان نوازی کی طرف نکلنے کی اجازت نہیں ہوتا"[7]۔

جیل میں بند کرنے کی سزا ایک تعزیری، سیاسی اور صوابدید سزا ہے۔ اگر قاضی خیال کرتا ہے کہ مجرم کو جب تک جیل میں بند نہ کیا جائے اور اس کی آزادی کو سلب نہ کیا جائے تو اس وقت اس کی اصلاح ممکن نہیں نیز معاشرے کو اس کے شر سے محفوظ نہیں رکھا جاسکتا ہے انہی اغراض کے لئے مجرم کو جیل میں ڈال سکتا ہے۔

جیل کی مشروعیت؛ قران مجید کی روشنی میں

علماء نے جیل کی مشروعیت اور جواز پر قران مجید کی اس آیت مبارک سے استدلال کیا ہے "مسلمانوں تمہاری عورتوں میں سے جو بدکاری کا ارتکاب کر بیٹھیں ان پر اپنے لوگوں میں سے چار افراد کی شہادت ہو اگر وہ ان کی بدکاری کی گواہی دیں تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو یہاں تک کہ موت ان کا کام تمام کردے یا اللہ تعالی ان کے لئے کوئی اور راستہ مقرر کردے"[8]۔ اس کی تشریح میں ابن عربی لکھتے ہیں کہ اللہ

تعالی نے ابتداء اسلام میں ان کو گھروں میں بند کرنے کا حکم دیا جب مجرموں کی تعداد اتنی زیادہ نہیں تھی لیکن جب مجرموں کی تعداد میں اضافہ ہوا اور ان کے مرجانے کا خدشہ زیادہ ہوا تو باقاعدہ اس کے جیل بنائے گئے[9]۔

اسی طرح علماء نے جیل اور سزا بصورت حبس کی جواز پر درج ذیل آیت سے بھی استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالی فرماتے ہیں "اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول سے لڑائی کریں اور ملک میں فساد کرنے کو دوڑتے پھریں ان کی یہی سزا ہے کہ بری طرح قتل کر دیئے جایئے یا سولی چڑھا دیئے جائیں یا ان کے ایک ایک طرف کے ہاتھ اور ایک ایک طرف کے پاؤں کاٹ دیئے جائیں یا ملک سے غائب کر دیئے جائے یہ تو دنیا میں ان کی رسوائی ہے اور آخرت میں ان کے لئے بڑا بھاری عذاب تیار ہے"[10]۔ علماء فرماتے ہیں کہ اسی آیت میں "ینفوا من الارض" سے مراد "یسجن" ہے کہ جیل میں بند کر دیا جائے گا[11]۔

سجن (جیل) کا لفظ قران مجید میں دس دفعہ آیا ہے؛ ایک دفعہ تہدید فرعون میں ہے جہاں اس نے حضرت موسیٰؑ کو جیل میں ڈالنے کی دھمکی دی ہے[12] اور نو دفعہ حضرت یوسفؑ کے واقعہ کی ضمن میں مذکورہ ہے۔

لفظ "حبس" جو لفظ "سجن" کا مترادف ہے ہے اس کا استعمال میں بھی قران مجید میں دو جگہوں پر ہوا ہے سورہ مائدہ کے آیت 106 میں اور سورہ ہود ایت 8 میں موجود ہے۔

سزا بصورت کی مشروعیت؛ سنت کی روشنی میں

حضرت محمد ﷺ کی سیرت اور سنت کے مطالعہ سے سزا بصورت حبس اور جیل کا ثبوت ملتا ہے جیسا کہ بعض احادیث مبارکہ میں اس کا تذکرہ موجود ہے۔ بطور نمونہ چند ایک قلمبند کیئے جاتے ہیں؛

1۔ حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے نجد کی طرف کچھ گھوڑ سوار بھیجے جنہوں نے قبیلہ بنو حنیفہ کا سردار گرفتار کرکے لایا اور مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا، رسول اللہ ﷺ جب اس کی طرف نکل آئے تو ارشاد فرمایا کہ ثمامہ کو کھول دو جس کے بعد وہ قریب کے کھجوروں کی طرف گیا اور غسل کرکے واپس مسجد میں داخل ہوا تو کہنے لگا میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالی کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں"[13]۔ اسی طرح دار قطنی میں حضرت حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ "حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایک آدمی دوسرے آدمی کو پکڑ لے اور

کوئی تیسرا آدمی آکر اس کو قتل کر دے تو جس آدمی نے قتل کیا ہے اس کو قتل کیا جائے گا اور جس نے پکڑا تھا اس کو جیل میں ڈال دیا جائے گا"[14]۔

حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ "حضرت محمد ﷺ نے ایک آدمی کو کسی تہمت میں قید کیا تھا تو ایک شخص آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میرے پڑوسی کو کس وجہ سے پکڑا ہے جس پر دو دفعہ آپ ﷺ نے اس سے اعراض کیا پھر اس نے کوئی چیز ذکر کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو اس پڑوسی کے لئے آزاد کر دو"[15]۔

انہی احادیث کی تناظر میں سنت مبارکہ سے یہ بات واضح طور پر معلوم ہوتی ہے کہ سزا بصورت حبس کا شریعت اسلامی میں گنجائش موجود ہے بلکہ خود رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل سے ثابت ہے لہذا جب بھی حکمران کسی مجرم کے لئے یہ بات محسوس کرے کہ اس کے انفرادی یا معاشرتی فائدے کے لئے اس کا جیل میں رکھنا مفید ہے تو وہ اس فیصلے کا مجاز ہو گا۔

جیل کی مشروعیت، اجماع کی تناظر میں

سزا بصورت حبس / جیل کے جواز پر تمام امت کا اجماع ہے کیونکہ یہی سزا آپ ﷺ کے دور میں عمل میں رہا ہے، خلفاء راشدین کے دور میں بھی یہ مروج رہا جیسا کہ "حضرت عمر نے مکہ میں چار ہزار درہم کے ساتھ حضرت صفوان بن امیہ کا گھر خرید کر جیل قرار دیا تھا"[16]۔ "اس پر امت کے علماء اور فقہاء کا عمل رہا ہے، بطور نمونہ چند حوالے اور دلائل اوپر ذکر کئیے گئے اس کے علاوہ بھی فقہی کتابوں میں بہت سے دلائل اور حوالے موجود ہیں جو فقہاء کے ہاں مسلم ہیں"[17]۔ اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ سزاء بصورت حبس کے جواز اور عمل پر امت مسلمہ متفق ہے۔

ایک مسلمان ہونے کے ناطے جب ایک دفعہ کسی چیز کے جواز یا عدم جواز کا حکم قران و حدیث سے معلوم ہو جائے تو اس کے بعد اس کے لئے سر تسلیم خم کرنا چاہئے کیونکہ اسلام میں قران و حدیث سے بڑھ کر کوئی دلیل نہیں ہو سکتا تاہم اللہ تعالی نے انسان کو اپنی تخلیقات میں غور کرنے سے نہیں روکا ہے بلکہ اس میں غور کرنے کی ترغیب دی جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ "اللہ تعالی کی مخلوق میں غور فکر کیا کرو لیکن اللہ تعالی کی ذات میں نہیں کیونکہ پھر ہلاک ہو جاوگے"[18]۔ اسی لئے سزا بصورت حبس کے بارے میں عقلی غور و خوض

کرنے کی گنجائش کا اندازہ ہوتا ہے۔

عقلی طور پر اگر جیل کی سزا پر غور کیا جائے تو عقل بھی اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ سزا بصورت حبس کی گنجائش ہونی چاہیے۔ اس کی دو جہتیں ہیں؛

1۔ جیل چونکہ ایک تعزیری سزا ہے اور قاضی کی اجتہاد پر موقوف ہے تو بعض اوقات مجرم پر دیگر سزائیں اثر نہیں کرتی اور مجرم اسی جرم میں بڑھتا جاتا ہے تو اس صورت میں یہ بات ضروری ہو جاتی ہے کہ اس کو دیگر لوگوں کے ساتھ شمولیت سے الگ رکھا جائے تاکہ وہ اس کی ایذارسانی سے محفوظ ہوں اور مجرم کو اس بات کی فرصت میسر آیا جائے کہ وہ اپنی اصلاحِ احوال کی فکر کر سکے۔

2۔ شریعت نے اس بات کی گنجائش دی ہے کہ اگر کسی کے بارے میں جرم کرنے کی شک ہو یا کسی پر جرم کرنے کی تہمت لگ جائے تو بعض اوقات وہ متہم شخص مستورالحال ہوتا ہے جس کی سچے یا جھوٹے ہونے کا پتہ نہیں ہوتا۔ اب اگر اس کو سزا دیا گیا اور اس کے بعد وہ بے گناہ ثابت ہوا تو یہ ظلم ہو گا اور اگر اس کو سزا نہیں دیا گیا ویسے ہی چھوڑ دیا گیا جس کے بعد کسی زریعے سے ثابت ہوا کہ وہ واقعی مجرم تھا تو یہ گناہ میں اعانت کرنے کے مترادف ہونے کے ساتھ ساتھ مجرم کو بھاگ جانے کا موقع میسر آئے گا نیز ممکن ہے کہ وہ باہر آکر اپنے گناہ و جرم کے اثار یا علامات مٹا سکے گا لہذا ان ممکنہ خطرات کے پیش نظر متہم مجرم کو اس وقت تک جیل میں روکنا یہاں تک کہ اس کی احوال کی حالت یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ کیا وہ واقعی مجرم ہے یا نہیں عین معقولی بات ہے۔ اب اگر قرائن سے اس کا مجرم ہونے کی نشاندہی ہوتی ہے تو اس کو سزا کے نفاذ کے لئے قاضی/جج کی عدالت میں پیش کیا جائے گا اور اگر قرائن سے وہ مجرم ثابت نہیں ہوا تو چھوڑ دیا جائے گا[19]۔

سزا بصورت حبس کے اقسام

علماء نے غرض وغایہ کے اعتبار سے "حبس" کی دو قسمیں بنائی ہیں؛

- احتیاطی حبس. حبس بطور سزا

1۔احتیاطی حبس

کسی تہمت کی بنا پر کسی کو قید میں رکھنے کا چونکہ واضح مقصد یہ ہوتا ہے کہ مدعی کے دعوے کی حقیقت

معلوم ہو جائے کہ کیا وہ اللہ تعالی یا بندے کا حق واقعی اس پر ہے یا نہیں اگر اس پر متعلقہ جرم ثابت ہو اتو حبس کا فائدہ یہ رہے گا کہ اس کو بھاگنے کا موقع نہیں مل سکے گا اور وہ آسانی کے ساتھ جج کی عدالت میں پیش کر دیا جائے گا تو بعض اوقات قاضی دوسرے اہم مقدمات یا معاملات میں مصروف ہو تا ہے جس کی وجہ سے وہ متہم کی گرفتاری کے فورا بعد اس کا مقدمہ نہیں سن سکتا لہذا اسی وقت تک اسی متہم کو جیل میں بند کر دیا جائے گا کہ قاضی دیگر مصروفیات سے فارغ ہو کر اس کے فیصلے پر غور کرے۔ اس قسم کی جیل حضرت یوسفؑ کے دور میں معمول تھا کیونکہ جو دو آدمی اس کے ساتھ جیل میں بند تھے ان پر بادشاہ کے قتل کرنے کی سازش کا الزام اور تہمت تھا جس کا فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا تھا۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک آدمی کو قتل کی تہمت کی وجہ سے ایک دن اور ایک رات تک حبس میں رکھا تھا جس کے بعد چھوڑ دیا گیا[20]۔

متہمین کے اقسام

جن لوگوں پر کسی جرم کا تہمت لگتا ہے تو ان کی تین اقسام ہیں؛

1۔ نیک لوگ، 2۔ فاجر و فاسق لوگ، 3۔ مستور الحال

1۔ نیک لوگ

ایسے لوگ جو واقعی دیندار اور نیک لوگ شمار ہوں جن سے متعلقہ جرم کا صدور یا وقوع مستبعد معلوم ہوتی ہے، ایسے لوگوں پر اگر کوئی آدمی کسی جرم کا تہمت یا الزام لگاتا ہے تو صرف اسی الزام کی وجہ سے ایسا نیک آدمی قید میں ڈالنا جائز نہیں بلکہ الٹا اسی الزام لگانے والے کو سزا دیا جائے گا اگر اس نے ان لوگوں کی اہانت کرنے یا ان کو تکلیف پہنچانے کے لئے ان پر الزام لگایا ہو بلکہ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس الزام لگانے والے نے ان نیک اور پاکیزہ لوگوں کی اہانت یا ایذارسانی کی نیت کی ہو یا نہیں پھر بھی اس کو سزا دیا جائے گا جیسا کہ علامہ ابن فرحون (م799ھ) فرماتے ہیں کہ " صحیح قول یہ اس صورت میں الزام لگانے والوں کو سزا دیا جائے تاکہ اہل شر کی تسلط سے نیک لوگ اور ان کی عزتیں محفوظ رہے "[21]۔

2۔ فاسق و فاجر لوگ

جن افراد پر الزام لگایا گیا ہو اگر وہ جرائم اور فسق و فجور میں مشہور ہوں مثلاً چوری، زنا، ڈاکے وغیرہ کرنا

ان کا عادت سا بن گیا ہو تو ایسے لوگوں کو الزام کی صورت میں حبس میں رکھا جائے گا یہاں تک مصلحت کی بنیاد پر ان کو مارنے کی بھی گنجائش ہے جیسا کہ ابن القیم نے روایت نقل کیا ہے کہ "جب رسول اللہ ﷺ نے اہل خیبر کے ساتھ سونے چاندی یعنی مال کے مقابلے میں صلح کیا تو یہودی سردار حیی بن اخطب کے چچا سے پوچھا کہ حیی کا خزانہ کہاں ہے تو اس نے جواب دیا کہ نفقات یعنی خرچوں میں ختم ہو گئی ہے تو آپ ﷺ نے حضرت زبیر سے کہا کہ اس کو پکڑو تو اس نے سختی کے ساتھ اس کو جھٹک دیا تب اس نے بتا دیا کہ وہ فلاں تھیلے میں ہے "[22]۔

3۔ مستور الحال

ایسے لوگ جن کے نیک یا فاسق ہونے کا واضح پتہ نہیں ہوتا، ایسے لوگوں پر اگر جرم کا الزام لگ جائے تو اس وقت تک ان کو جیل میں بند کیا جا سکتا ہے جب تک کہ ان کی حالت معلوم نہ ہو کہ وہ واقعی اس جرم کا مرتکب ہے کہ نہیں۔ اسی بات کی طرف ابن فرحون (م799ھ) نے ان الفاظ کے ساتھ اشارہ کیا ہے "اگر ملزم کی حالت نامعلوم ہو، اس کے نیک یا فاجر ہونے کا پتہ نہ ہو تو الزام کی صورت میں اس کو کشفِ حالت تک جیل میں رکھا جا سکتا ہے"[23]۔

الزام کی صورت میں "حبس" میں رکھنے کی مدت

رہی یہ بات کہ جس مستور الحال آدمی پر الزام لگ گیا اور اس کو جیل یا حوالات میں رکھنے کی ضرورت پیش آکر بند کر دیا تو وہ کتنی مدت تک اسی طرح جیل میں بند رہے گا، اس بارے میں علماء کی آرا مختلف ہیں:
بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ اس کو کم از کم ایک گھنٹے تک حبس میں رکھنے کی گنجائش ہے وہ اس روایت سے استدلال کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے جس آدمی کو تہمت کی وجہ سے قید کیا تھا اس کو ایک گھنٹہ کے بعد چھوڑ دیا تھا"[24] جبکہ اکثر مدت حبس کی مقدار بعض علماء کے نزدیک ایک دن تک ہے، بعض کے ہاں دو دن تک ہے[25]، بعض کی رائے یہ ہے کہ متہم مستور الحال شخص کو ایک مہینے تک حبس میں رکھا جا سکتا ہے، بعض علماء کہتے ہیں کہ اس صورت میں حبس یا قید میں رکھنے کی کوئی خاص مدت معلوم نہیں بلکہ یہ قاضی کے اجتہاد اور صوابدید پر موقوف ہے کہ کسی معاملے کی نوعیت کو دیکھ کر جتنا ضرورت محسوس کرے اسے قید میں رکھ سکتا ہے[26]۔ ان

اقوال کا جائزہ لینے کے بعد صحیح بات یہ فہم ہوتی ہے کہ ملزم مستور الحال شخص کے لئے قید میں رکھنے کی مدت محدود نہیں کیونکہ م ممکن ہے کہ وہ مجرم ہو جس کو سزا دینا ضروری ہوتا ہے اب سزا کے لئے اس کو جتنا بھی ضروری ہو قید کیا جاسکتا ہے کیونکہ ضرورت جب تک پورا نہ ہو اس کی پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

2۔ سزا بصورت قید / حبس بطور سزا

شریعت اسلامی نے اس بات کی گنجائش دی ہے کہ "جیل میں قید کرنے کی سزا" بھی دی جاسکتی ہے کیونکہ شریعت نے تعزیری سزاؤوں کی اجازت دی ہیں جو جرم اور مجرم کی نوعیت دیکھنے کے بعد قاضی کی صوابدید پر موقوف ہیں کہ مجرم کے حوالے سے قاضی جو بھی سزا تجویز کرے جائز ہے تو یہ قید کرنا یا جیل میں بند کرنا بھی صوابدیدی سزا کی ایک صورت ہے۔ اگر مجرم کی ذاتی حالت اور اجتماعی مصالح کو سامنے رکھتے ہوئے کسی خاص مجرم کے لئے سزا بصورت حبس (Imprisonment) تجویز کرتا ہے تو یہ شرعی طور پر نافذ ہوگی[27] مثلاً اگر کسی مجرم کو کوڑوں کو سزا دی جائے تو ممکن ہے کہ وہ اس کو جرم کرنے سے باز نہ لائے کیونکہ کوڑوں کی سزا کچھ وقت کے لئے ہوتی ہے جب مجرم کی جلد کوڑے لگنے کے کچھ وقت بعد دوبارہ اپنی حالت پر آجاتی ہے تو وہ کوڑے بھول جاتا ہے اور دوبارہ اسی جرم کا ارتکاب کرنے لگ جاتا ہے یا بعض اوقات ایک آدمی بار بار جرم کرتا ہے چاہے وہ اللہ تعالی کا حق ہو یا آدمی کا تو اس سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہے لہذا ایسی صورت میں مجرم کو قید کی سزا کی ضرورت پیش آجاتی ہے۔

سزا بصورت حبس (Imprisonment) کی اقسام

سزا بصورت حبس کی دو قسمیں ہیں؛ حبس موقت، حبس موبد

1۔ حبس موقت (Imprisonment for specific time)

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجرم کو کسی خاص مقررہ وقت تک قید کی سزا دی جائے۔ اس قسم کی سزا ہلکی اور عادی جرائم پر دی جاتی ہے مثلاً جس نے رمضان میں قصداً افطار کیا، عدالت میں دو فریقین نے قاضی کے سامنے باہم گالم گلوچ کیا، یا امیر المسلمین کے ساتھ کسی نے نازیبا گفتگو کی[28]۔ قاضی کو اس بات کا بھی اختیار ہے کہ وہ قید کی سزا کی مدت مقرر کرے، کم از کم مدت حبس بعض علماء کی نزدیک ایک دن ہے، بعض کی نزدیک کم

از کم ایک سال ہے جبکہ بعض فرماتے ہیں کہ قید کی کوئی مدت مقرر نہیں بلکہ یہ قاضی کی اجتہاد اور صوابدید پر موقوف ہے کہ وہ مجرم کی حالت کو دیکھنے کے ساتھ ساتھ جرائم کی نوعیت کو دیکھنے کے بعد کسی بھی مدت کے لئے قید کی سزا مقرر کر کے سنا سکتا ہے[29] پس جب جرم ہلکا ہو گا تو اس کی سزا بھی حفیف ہو گی اور اگر جرم سخت ہو گا تو اس کی سزا بھی سخت تجویز ہو گی[30]۔

2۔ حبس موبد (Life time imprisonment)

ایسی سزا ہے جو موت تک یا طویل مدت تک دی جاتی ہے۔ یہ قید کی سزاؤں میں سے سخت ترین سزا ہے۔ جب مجرم بہت سے جرائم کا ارتکاب کرتا ہے اور مختصر قید کی سزا یا مارنے کی سزا کی وجہ سے جرم یا جرائم کے ارتکاب سے باز نہیں آتا یا مجرم ایسے بڑے جرم کا ارتکاب کرتا جو معاشرے کے لئے بہت بڑا نقصان کا موجب ہو مثلاً ایسا قتل کرنے جو قصاص واجب نہیں کرتا یا تین دفعہ سے زیادہ چوری کرے[31] یا لواطت کرے یا بدعت قائم کر کے لوگوں کو اس کی طرف بلائے تو ایسے لوگوں کو جیل کی دائمی سزا دی جائی گی[32]۔

قید کی دائمی سزا کی مزید دو حالتیں ہیں؛

پہلی یہ کہ ایسی دائمی سزا حبس جس میں مجرم اس وقت تک قید کیا جاتا ہے کہ اس کی توبہ و پشیمانی ظاہر ہو۔

دوسری حالت یہ ہے کہ مجرم کو اس وقت اسی دائمی سزا میں بند رکھا جائے یہاں تک کہ وہ قید میں ہی فوت ہو جائے[33]۔ اس قسم کی سزا شریعت سے بھی ثابت ہے کیونکہ حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا" قاتل قتل کیا جائے اور روکنے والا روکا جائے گا"[34]۔ یہاں صابر (روکنے والا) سے مراد وہ آدمی ہے جس نے قتل میں معاونت کرتے ہوئے مقتول کو پکڑا ہو تو رسول اللہ ﷺ نے ایسے شخص کو جیل میں قید رکھنے کا کہا ہے اور اس کی کوئی مقرر مدت نہیں بتائی۔ اسی طرح روایت ہے کہ "حضرت عثمان نے ضابیء بن الحارث کو جیل میں ڈالا یہ بنی تمیم کا جاسوس تھا یہاں تک کہ وہ جیل میں ہی وفات ہوا تھا"[35]۔ حاصلِ کلام یہ کہ اسلام نے پر امن وخوشحال معاشری زندگی کے قیام و دوام کے لئے معاشرے سے فساد و بگاڑ اور جرام پیشہ عناصر کا خاتمہ کرنے کے لئے دیگر سزاؤں کے ساتھ ساتھ سزاء بصورتِ حبس کو بھی جواز و رواج فراہم کیا ہے تاکہ معاشرتی امن، سکون، خوشحالی اور حفاظت ہر حال میں ممکن بنا کر پر امن انسانی زندگی کے دوام میں کوئی رکاوٹ نہ بن سکے۔

خلاصہ

اللہ تعالی نے انسانیت کی رہنمائی اور پر امن و خوشحال زندگی کے لئے اسلام کا جامع اور مکمل نظام عطا فرمایا ہے جس کے مطابق انسانیت کے لئے مفید اعمال و اقوال کو جائز جبکہ انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے لئے مضر اور نقصان دہ امور کو ممنوع اور ناجائز قرار دیا ہے نیز عقل کی نعمت عطا کر کے انسان میں اس نظام اسلام کو سمجھنے کی استعداد ودیعت رکھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ عبادات کا ایک جامع، متاثر کن اور متواتر نظام تشکیل دیا ہے تا کہ انسان کے اندر اچھائی کی استعداد و فہم میں اضافہ ہوتا رہے اور اس کی صفت بہیمت مغلوب رہے تا کہ اس کی فکری و قلبی اصلاح کا سامان مہیا ہو سکے۔

ان تمام تر جامع اور مفید تعلیمات اسلامی کی موجودگی میں اگر کوئی انسان ان سے اعراض کر کے ایسے اقوال و اعمال اختیار کرتا ہے جو انسان کی انفرادی و اجتماعی زندگی کے لئے مضر ہوں، جس کو اسلام میں ممنوع قرار دیا گیا ہو تو اسلام اس کو جرم قرار دے کر مجرم کی اصلاح کی فکر کرتا ہے تا کہ معاشرے سے اس جرم کا خاتمہ ممکن بنایا جا سکے۔ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالی نے جزاو سزا کا نظام ترتیب دیا ہے جس کے مطابق اچھائی پر انعام اور برائی و جرم پر سزا متعین کی گئی ہے۔

بنیادی طور شریعت نے جرائم کی اصلاح اور تدارک کے کے لئے تین قسم کی سزائیں تجویز فرمائی ہیں؛ حد جو اللہ تعالی نے متعین کیا جس میں انسان کا اختیار صرف نفاذ کی حد تک ہے مقدار کی حد تک نہیں، قصاص بھی اللہ تعالی کی متعین کردہ سزا ہے جو جسم سے متعلق جرائم میں دی جاتی ہے اور تعزیر ایسی سزا ہے جو جرم اور مجرم کی نوعیت کے مطابق حکمران کی صوابدید پر چھوڑ دی گئی ہے کہ حکمران جرم اور مجرم کی نوعیت کا جائزہ لے کر مناسب سزا تجویز کرے۔

سزاء بصورت حبس انہی تعزیری سزاؤوں میں سے ایک ہے جس کا تذکرہ قران، حدیث، سیرت صحابہ اور اجماع امت میں ملتی ہے چنانچہ قران مجید " تو ان عورتوں کو گھروں میں بند رکھو"[1]، "ینفوا من الارض" سے مراد یہ کہ ان کو جیل میں بند کر دیا جائے گا[36]۔ سیرت رسول ﷺ میں نظر آتا ہے کہ ثمام بن اثال کو مسجد

[1] القران،15:4

نبوی ﷺ کے ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا، حضرت عمر فاروق نے حضرت صفوان بن امیہ سے چادر ہزار درہم کے عوض ایک گھر خرید کر جیل مقرر کیا، حضرت علی نے اس نظام جیل خانہ جات کو مزید ترقی دے کر نافع اور مخیس نام قید خانے تعمیر کئے نیز دور رسالت سے لے کر آج تک امت مسلمہ میں جیل خانہ جات اور قید خانوں کا رواج موجود ہے۔

سزا بصورتِ حبس عام طور پر دو صورتوں میں دی جاتی ہے؛ ایک یہ جب کسی پر کسی جرم کا الزام لگا دیا جاتا ہے تو ملزم کو احتیاطی طور پر قید میں رکھا جاتا ہے یہاں تک متعلقہ الزام کی حقیقت معلوم ہو اور الزام ثابت ہونے کی صورت میں مجرم کو بآسانی اصلی سزا کے لئے پیش کیا جاسکے۔ دوسری صورت یہ کہ بعض اوقات تحقیق کے لئے نہیں بلکہ قاضی کی طرف سے کسی تعزیری جرم کی سزا ہی "قید میں رکھنا" تجویز کر دی جاتی ہے تاکہ مجرم کو قید میں رکھ اس کی ذاتی اصلاح ہوسکے نیز معاشرہ اس کی ضرر سے محفوظ رہ سکے۔ جرم اور مجرم کی نوعیت کو سامنے رکھتے ہوئے قید بطور سزا کی مدت بعض اوقات مقرر اور مخصوص کیا جاتا ہے جس کو حبس موقت (Imprisonment for a specific time) کا نام دیا جاتا ہے جبکہ بعض اوقات اس کو طویل مدت یا موت تک جیل میں رکھنے کا حکم دیا جاتا ہے جو یا تو مجرم کی توبہ وپشیمانی اور یا اس کی موت پر اختتام پذیر ہوتی ہے جیسا کہ حضرت عثمان نے ضابی بن الحارث نامی مجرم کو قید کر دیا تھا یہاں تک قید خانہ ہی میں اس کی موت واقع ہو گئی۔

الغرض یہ کہ اسلام نے پر امن اور خوشحال معاشری زندگی کو برقرار رکھنے اور معاشرے سے جرام پیشہ عناصر کا خاتمہ کر کے معاشرتی فساد وبگاڑ کا راستہ مسدود کرنے کے لئے دیگر سزاؤں کے ساتھ ساتھ سزاء بصورتِ حبس کو بھی رواج دیا ہے تاکہ معاشرتی امن وخوشحالی ہر حال میں برقرار رکھ کر انسان پر امن زندگی گزار سکے۔

REFERENCES

[1] Muslim bin Hajaj (d.261), Sahih Muslim, Kitabul Hodud. No:1696, Birut: Dar Ihya ul toras, 3/1324.
[2] Majma ulloghat ul arabia, almoajamul waseet, Mada:Sejan, Qahira: Daru ul dawa.
[3] Balyavi, Abdul Hafiz, Misbah ul loghat, Mada:Sejan, Lahore: almisbah, P:363
[4] Ibid, Mada: Habas.
[5] Abu Ghudda, Abdul Fattaah, Fiqh ul Motaqalaat wal Sejoon wal Qanoon, Riadh; Saudi arabia, Ad: 2006, 1/697.

[6] Ibn ul Qayyem, Muhammad bin Abi Bakar(d.751), Altoroq ul Hukamia, Birut: Dar ul Iman, P;102
[7] Alkasani, Abubakr bin Masood(d.587), Badaa ul Sanae fi Tarteeb e Sharai, Birut: Dar ul Kotob ul Ilmia, Ad:1406h, 7/174.
[8] Alquran, 4/15
[9] Ibn e Arabi, Muhammad bin Abdullah(d.543), Ahkam ul Quran, Birut: Dar ul Kotob ul Ilmai, 1/461.
[10] Alquran, 5/33, translated by Fatah Muhammad Jalandhri.
[11] Ibn e Arabi, Muhammad bin Abdullah(d.543), Ahkam ul Quran, 2/99.
[12] Alquran 26/29.
[13] Bokhari, Muhammad bin Ismail(d.256ah), Sahih ul Bokhari, Damishq; Dar Ibne Kasir, addition; 1th 2002, 1/124.
[14] Dar e Qutni, Ali bin Umar(d.385), Sonan e Dar e Qutni, Birut: Dar ul Maarifah, Ad: 1th 2001, 3/61.
[15] Abu Dawood, Sulaiman bin Ashaas(d.275), Sunan e Abi Dawood, Damishq: Dar Rasaltul Ilmia, Ad: 2009, 3/474.
[16] Ibn ul Qayyem Muhammad bin Abi Bakar (d.751), Altoroq ul Hukamia, Birut: Dar ul Iman, 1/90.
[17] Ibn e Farhun, Ibrahim bin Ali(d.799), Tabsira tul Hukam, Qahira: Maktabatul Kulyat ul Azharia, Ad; 1th 1986, 2/310.
[18] Asbahani, Abdullah bin Muhammad, Al-azma, Riyadh; Dar ul Asima, Ad;1408, 1/214.
[19] Fiqh ul Motaqalaat wal Sejoon wal Qanoon, Riadh; Saudi arabia, Ad: 2006, 1/70.
[20] Ibn ul Qayyem Muhammad bin Abi Bakar (d.751), Altoroq ul Hukamia, Birut: Dar ul Iman, 1/101.
[21] Tabsira tul Hukam, Qahira: Maktabatul Kulyat ul Azharia, Ad; 1th 1986, 2/56.
[22] Ibn ul Qayyem Muhammad bin Abi Bakar (d.751), Altoroq ul Hukamia, 1/100.
[23] Tabsira tul Hukam, Qahira: Maktabatul Kulyat ul Azharia, Ad; 1th 1986, 2/161.
[24] Albaihaqi, Ahmad bin Hussain(d.458), Shuab ul Iman, Riyadh; Maktabaturush, Ad; 1th 1423h, 2/213.
[25] Tabsira tul Hukaam, 1/322.
[26] Almawardi, Ali bin Muhammad(d.450), Alahkam ul Sultania, Qahira; Dar ul Hadees, 1/344.
[27] Fiqh ul Motaqalaat wal Sejoon wal Qanoon, 1/74.
[28] Tabsira tul Hukaam, 1/255,156.
[29] Alahkam ul Sultania, Qahira; Dar ul Hadees, 1/344.
[30] Tabsira tul Hukaam, 1/299.
[31] Alahkam ul Sultania, Qahira; Dar ul Hadees, 1/245.
[32] Ibn ul Qayyem Muhammad bin Abi Bakar (d.751), Altoroq ul Hukamia, 1/104.
[33] Abdul Qadir, auda, Al-tashri ul Jinaie, Birut: Dar ul Kotobul Arabi, 1/697.
[34] Dar e Qutni, Ali bin Umar(d.385), Sonan e Dar e Qutni, Birut: Dar ul Maarifah, Ad: 1th 2001, 3/167.
[35] Tabsira tul Hukaam, 1/310.
[36] Ibn e Arabi, Muhammad bin Abdullah(d.543), Ahkam ul Quran, 2/99.